تاریخ ولادت سرور اُمم

علامہ سید مجتبیٰ حسن صاحب قبلہ کاموں پوری

جناب سرور دو عالم کی ولادت کس سال، کس مہینے، کس دن، کس وقت اور کہاں ہوئی۔ حیرت کا مقام ہے کہ عام محدثوں، مورخوں اور سیرت نگاروں سے ان سوالات میں سے کسی کا جواب قابل اطمینان نہیں ملتا۔

فرقۂ امامیہ جو خانوادۂ رسالت کا ترجمان ہے سیرت رسولؐ کے تقریباً اکثر گوشوں پر اطمینان بخش آثار کا امین ہے سال ولادت اور ماہ ولادت میں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے عام الفیل اور ماہ ربیع الاول پر سب متفق ہیں۔ عام الفیل سے وہ سال مراد ہے جس میں ابرہہ حبش نے مکہ پر ہاتھیوں کی مدد سے فوج کشی کی تھی۔۔ جمعہ کے دن میں بھی سب متفق ہیں۔ صرف تاریخ ولادت میں دو قول وارد ہو گئے ہیں۔

۱- ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی رازیؒ ۳۲۹ھ نے لکھا ہے کہ ولادت باسعادت عام الفیل میں ربیع الاول کی ۱۲؍راتیں گزرنے کے بعد جمعہ کو زوال کے بعد ہوئی۔ یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ طلوع فجر کے وقت بعثت سے چالیس سال پہلے ولادت ہوئی۔ حضرت آمنہ اس زمانہ میں حضرت عبداللہ بن مطلب کے گھر میں تھیں۔ ولادت شعب ابوطالب میں ہوئی (کتاب الحجہ اصول کافی، ص ۲۷۷ مطبوعہ نول کشور پریس، لکھنؤ)

ثقۃ الاسلام کلینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر شیعہ مورخ علی بن حسین مسعودی م ۳۴۶ھ نے کتاب الوصیۃ مطبوعہ ایران میں ۱۲؍ربیع الاول جمعہ کا دن لکھا ہے۔

لیکن مروج الذہب ۱/۳۹۵ (مطبوعہ مصر ۱۳۴۶ھ) میں لکھا ہے کہ حضرت کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔ اور عام الفیل فجار میں بیس سال کا فاصلہ تھا۔ جنگ فجار قبیلہ قیس غیلان اور کنانہ کے درمیان ہوئی تھی۔

''لیکن ۱/۳۹۸ میں لکھا ہے:

صحیح یہ ہے کہ آپ کی ولادت مکہ میں اصحاب فیل کے آنے کے پچاس دن بعد ہوئی۔ ابرہہ مکہ میں دوشنبہ ۱۷؍محرم کو عہد ذوالقرنین کے ۸۸۲ھ سال بعد آیا اور آنحضرت کی ولادت عام الفیل ۸؍ربیع الاول کو مکہ میں ابن یوسف کے مکان میں ہوئی۔''

مسعودی کی کتاب میں کافی تحریف ہوگئی ہے اس لئے قطع و جزم کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہی اس کی رائے تھی۔

ثقۃ الاسلام علامہ کلینی سے تاریخ ولادت رسولؐ خدا کے بارے میں مسامحہ ہوگیا ہے۔ انھوں نے کسی معصوم کا قول یا خاندان رسالت میں کسی بزرگ کا بیان درج نہیں کیا۔ بعد میں شیعہ محقق اس مسامحہ کی تصحیح کرتے رہے کئی علماء اور افاضل نے اس موضوع پر کتابیں لکھیں۔ علامۂ نوری م ۱۳۲۰ھ) نے میزان السما اور علی بن موسیٰ تبریزی نے ایضاح الابنا فی

مولد خاتم الانبیاء کتاب لکھی جو طہران میں ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی اور میرے کتب خانہ میں موجود ہے۔

شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویہ م ۳۸۰ھ نے بھی کتاب اکمال الدین میں یوسف یہودی کے ذکر میں ایک مرفوع روایت درج کردی ہے۔ جس میں رسولؐ خدا کی ولادت ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن مذکور ہے علماء درایت نے اس کتاب کو اہمیت نہیں دی ہے۔ اس کی سند کے درمیان راویوں کا سلسلہ غائب ہے اور کسی امام معصوم سے منقول نہیں ہے۔

۲- علامہ شیخ مفید م ۴۱۳ھ اور ان کے شاگرد شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی م ۴۶۰ھ اور شیخ محمد بن علی کراجکی م ۴۴۹ھ، علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی م ۵۸۸ھ، امین الاسلام فضل بن حسن طبری م ۵۵۲ھ، علی بن طاوس م ۶۶۴ھ، علامہ حسن بن یوسف مطہر علی م ۷۲۶ھ وغیرہ نے اپنے اپنے تصانیف فقہ وتاریخ وادعیہ واوراد میں ۱۷ ربیع الاول تاریخ ولادت لکھی ہے۔

صرف یہی نہیں کہ ان حضرات نے تاریخ ولادت ۱۷ ربیع الاول لکھی ہے بلکہ شیخ مفید و شیخ طوسی وابن ادریس وابن زہرہ وسلار بن عبدالعزیز دیلمی، علامہ علی نے اپنی تصانیف میں مستحب روزوں کی تاریخوں کے ذیل میں ۱۷ ربیع الاول کے مستحب روزہ کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ تاریخ ولادت سرور عالم ہے محقق نجم الدین م ۶۷۶ھ صاحب شرائع الاسلام نے بھی اس تاریخ میں مستحب روزہ لکھا ہے۔ مگر یہ نہیں لکھا کہ یہ تاریخ ولادت رسولؐ خدا ہے۔ غالباً شہرت کی وجہ سے صراحت کی ضرورت نہیں سمجھی۔ علامہ مجلسی م ۱۱۱۰ھ تحفۃ الزائر۔ (مطبوعہ طہران ۱۲۷۳ھ ص ۳۱۱) میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت رسولؐ خدا کی زیارت متبرک ایام واوقات میں دگنا ثواب رکھتی ہے۔ خصوصاً ان ایام میں جن کا آنحضرت سے تعلق بھی ہے۔

مثلاً روز ولادت آنحضرت کے علماء شیعہ میں شہرت اور احادیث معتبرہ کی بنا پر ۱۷ ربیع الاول ہے۔ بعض نے ۱۲ ربیع الاول لکھی ہے۔ مگر اقوی ۱۷ ربیع الاول ہی ہے۔''

تاریخ ولادت کے ساتھ روز ولادت میں بھی اکثر علماء متفق ہیں کہ جمعہ کا دن تھا۔ شیخ صدوق نے کتاب خصال (ص ۲۶ مطبوعہ طہران ۱۳۰۲ھ) میں تحریر فرمایا ہے، عقبہ بن بشیر ازدی کہتے ہیں میں امام باقرؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ یہ دوشنبہ کا دن تھا۔ حضرت نے مجھے کھانے کی دعوت دی۔ میں نے عرض کیا میں روزہ سے ہوں۔۔۔۔۔۔ فرمایا روزہ کی نوعیت کیا ہے۔ میں نے کہا آج کے دن آنحضرت کی ولادت باسعادت ہوئی۔ فرمایا جس دن ولادت ہوئی اس کی تمہیں خبر نہیں۔ دوشنبہ کا دن روز ولادت نہیں بلکہ روز وفات ہے۔ اس دن نہ روزہ رکھو اور نہ سفر کرو۔

دوسرے ۱۲، سنہ فکر میں ولادت کے سال ''مہینہ'' تاریخ دن جگہ ہر ایک بات میں شدید اختلاف رائے ہے۔

ابن اثیر م ۶۳۰ھ، ابوزکریا نووی ج ۶۷۶ھ (صاحب تہذیب الاسماء واللغات) ابن خلدون م ۸۰۸ھ، ابوالفداء، حسین بن محمد دیاربکری م ۹۶۶ھ (صاحب تاریخ

خمیس) علی بن برہان الدین حلبی شافعی م ۱۰۴۴ھ کے تصانیف سے ان امور کے بارے میں کوئی روشنی نہیں ملتی۔

سیرۃ مغلطائی مولود ۶۸۹ھ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ ص ۵ میں مقام ولادت کے سلسلے میں متعدد نام لئے ہیں۔ خانہ محمد بن یوسف برادر حجاج، اشعب، روم، عسفان''...... تاریخ ولادت بھی کئی درج کی ہیں۔ ۲/ربیع الاول، ۳/ربیع الاول، ۸/ربیع الاول، ۱۰، ۱۲/ربیع الاول درج کی ہے۔ ۱۲، کے متعلق ابن جزار نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے لیکن مغلطائی ان کے دعوے کو تسلیم نہیں کرتے۔ فلطائی نے ۱۷، ۱۸، ۲۲، ربیع الاول بھی لکھی ہے۔

شرح علامہ زرقانی مالکی (بر مواہب لدنیہ قسطلانی۔ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ ۱/ ۱۳۰ میں لکھا ہے:

علماء نے سال ولادت میں اختلاف کیا ہے۔ اکثر علماء کی رائے ہے کہ عام الفیل میں ولادت ہوئی۔ بعض علماء جیسے ابن جوزی اور ابن جزار نے اس پر اتفاق رائے کا دعویٰ کیا ہے۔ مغلطائی نے کہا ہے کہ اتفاق کا دعویٰ نظری ہے۔ اس میں بہت اختلافات ہیں۔ جو یہ قائل ہیں کہ عام الفیل میں ولادت ہوئی ان کا اختلاف ہے کہ سال کا کتنا حصہ گزارا تھا جب ولادت ہوئی۔ مشہور یہ ہے کہ واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ولادت ہوئی۔ سہیل وغیرہ کی یہی رائے ہے۔ دمیاطی وغیرہ ۵۵ دن بعد کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ واقعہ فیل کے ایک مہینہ بعد ولادت ہوئی...... چالیس دن بعد کا بھی قول ہے...... یہ بھی کہا گیا ہے کہ عام الفیل گزر چکا تھا جب ولادت ہوئی۔ کسی نے کہا عام الفیل کے دو سال بعد ولادت ہوئی۔ کسی نے کہا واقعۂ فیل کے ۱۵/سال پہلے ہی ولادت ہو چکی تھی۔ کسی نے کہا واقعہ فیل کے تین سال بعد، کسی نے چالیس سال بعد، کسی نے ۷۰ سال بعد، کسی نے ۲۳ سال بعد کہا ہے۔

قسطلانی نے لکھا ہے کہ قبل واقعہ فیل نہیں بلکہ بعد واقعۂ فیل ولادت ہوئی۔ ابرہہ کی شکست واقعہ فیل میں آپ کی ولادت کی تمہید تھی۔

ولادت کے مہینے میں بھی اختلاف کیا گیا ہے کہ وہ ربیع الاول کا مہینہ تھا یا کوئی اور مہینہ تھا۔ لکھا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ جمہور میں اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے اسے متفق علیہ لکھا ہے۔

لیکن یہ دعویٰ نظری ہے کیونکہ کوئی صفر کوئی ربیع الآخر بھی کہتا ہے۔ رجب اور ماہ رمضان بھی کہا گیا ہے۔ غریب تر قول یہ ہے کہ عاشور محرم کو ولادت ہوئی۔

(یہ کسی خارجی واموی کی اختراع ہے تاکہ یوم عاشور کے غم کی اہمیت ختم کی جاسکے۔ کامون پوری)

اسی طرح ولادت کے مہینے میں چھ قول ہوئے......

اسی طرح کا اختلاف تاریخ کے تعین میں بھی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ تاریخ معین نہیں کی جاسکی جمہور کا خیال ہے کہ تاریخ معین ہے پھر تاریخ کے تعین میں اختلاف ہوا ہے کسی نے کہا ہے ۲/ربیع الاول کسی نے، ۸/ربیع الاول بھی تاریخ ولادت کہی ہے۔ ۱۸/کا قول بھی ہے۔

اس طرح تاریخ کے اختلاف میں سات قول ہوجاتے ہیں...... ولادت کے دن اور وقت کے متعلق بھی

اسی طرح کے اختلافات لکھے ہیں۔ لکھا ہے کہ دوشنبہ کوشہرت ہے وقت کے متعلق کسی نے رات، کسی نے فجر اور کسی نے دن کا وقت کہا ہے۔''

مغلطائی اور زرقانی کے قلم سے سال، مہینے روز اور وقت کے بارے میں اختلافات کا ایک سرسری خاکہ درج کیا گیا ہے۔ سواداعظم کے محقق ۹ رربیع الاول، ۲۰ راپریل ۵۷۱ء کے حق میں ہیں استادمحمود پاشا فلکی ۱۳۰۳ھ مصر کے ماہرین فلکیات میں گزرے ہیں۔ ان کی ایک کتاب ''التقاویم قبل الاسلام'' فرنچ زبان میں ۱۸۵۸ء میں پیرس میں چھپی تھی۔ ۱۸۷۹ء میں مطبع بولاق سے اس کا عربی میں ترجمہ شائع ہوگیا ہے۔ موصوف نے اس میں ثابت کیا ہے کہ تاریخ ولادت سرور عالم ۹ رربیع الاول تھی محمود پاشا کی تحقیق سواداعظم میں مقبول ہورہی ہے۔ عمر رضا کحالہ دمشقی نے اپنی کتاب ''العالم الاسلامی'' (ص ۱۰۲ میں محمود پاشا سے اتفاق کیا ہے۔

جناب رسولؐ خدا کے زمانہ ولادت کے بارے میں شدید اختلاف سے حیرت ہوتی ہے۔ فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے اختلاف کی توجیہہ میں کہا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں عرب ان پڑھ تھے ان میں لکھنے پڑھنے اور تاریخ نگاری کا رواج نہ تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام کے پہلے عرب میں مہینوں کے جو نام تھے ظہور اسلام کے بعد وہ بدل گئے۔ لیکن اس توجیہ سے کچھ اطمینان نہیں ہوتا اس لئے کہ تقریباً ایسا ہی اختلاف سرور عالم کے زمانۂ وفات میں بھی ہے۔ اس وقت تک فن کتابت کافی ترقی کر چکا تھا۔ تدوین سیرت اور تاریخ نگاری میں بھی لوگ دلچسپی لینے لگے تھے۔ صدر اول کے مسلمانوں کی رسولؐ خدا کے اقوال وافعال اور سیرت وجزئیات زندگی سے دلچسپی عشق کے درجہ تک پہنچ گئی تھی۔ حضرت ابوایوب انصاری صحابی ایک لفظ کی تحقیق کے لئے مدینہ سے مصر عقبہ بن عامر کے پاس گئے۔ سواری سے زمین پر قدم نہیں رکھا۔ اپنی یادداشت کی تصدیق کی۔ خدا کا شکر بجالائے اور فوراً مدینہ واپس چلے آے۔ (مسند احمد حنبل) احادیث رسول کی جمع وتدوین میں تنوع'' کی داد دی گئی جوامع وصحاح کی تالیف ہوئی۔ مسانید کے معاجم، جز، مبسوط ومتخرج ومتدرک عنوانات پر ہزاروں کتابیں لکھ ڈالی گئیں۔ علی بن زرعہ رازی کے بیان کے مطابق ایک ہزار مردوں اور عورتوں نے آنحضرتؐ سے سماعا یا روایت کی۔ (اصابہ ابن حجر عسقلانی، ۱۳۷۷ھ ۱/ ۳ مطبوعہ مصر) اس شمار میں وہ صحابی شامل نہیں ہیں جو روایت میں حصہ نہ لے سکے۔ اتنا بڑا انسان جس کے عشاق اس کثرت سے ہوں اور جس کی زندگی کے ایک ایک حرف کے ضبط وتدوین وحفظ میں صدیاں وقف ہوگئی ہوں اس کی قطعی تاریخ ولادت ووفات نہ معلوم ہونا یقینا حیرت کا مقام ہے۔ ان سوالات کے تشفی بخش جوابات جب آل رسولؐ کے سلسلے میں مل جاتے ہیں۔ اور اہلبیتؑ کے عقیدت مند مورخوں اور عالموں میں جب کہ ان مسائل میں کوئی اضطراب وتر دد نظر نہیں آتا تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت سے وہ مسائل بھی دریافت نہیں کئے گئے جن کا علم عموماً خاندان کے افراد کو ہوتا ہے۔

☆☆☆